میڈیا آفس
حزب التحریر
ولایہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾

حزب التحریر
HIZB UT TAHRIR

ہفتہ، 22صفر، 1439ھ | 11/11/2017 | نمبر: PR17076

عوام کی حقیقی نمائندگی جمہوریت میں ممکن ہی نہیں

کراچی کی سیاست میں جاری ہلچل اس بات کا ثبوت ہے کہ جمہوریت میں حکمران اشرافیہ عوام کے مستقبل کا تعین کرتی ہے

یہ حقیقت دنیا بھر میں واضح ہوتی جا رہی ہے کہ جمہوریت میں ہونے والے انتخابات عوام کو ان کی مرضی کے نمائندے چننے کا موقع فراہم نہیں کرتے بلکہ حکمران اشرافیہ انتخابات سے قبل ہی عوام کی چوائس کو اپنی مرضی کے مطابق محدود کر دیتی ہے۔ پچھلے چار دنوں سے کراچی کی سیاست میں ہونے والی ہلچل نے پاکستان میں بھی اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے۔ راتوں رات متحدہ قومی موومنٹ کے دو دھڑوں کے انضمام کا اعلان ہوا، جس کا امکان ایک دن پہلے تک ناممکن نظر آ رہا تھا کیونکہ دونوں دھڑے ایک دوسرے کو سیاسی طور پر ختم کرنے کے دعوے کر رہے تھے۔ اس انضمام کے پیچھے حکمران اشرافیہ کا ہاتھ واضح ہے۔ ڈان اخبار نے لکھا کہ: "منگل کی رات ڈیفنس کراچی کے ایک سیف ہاوس میں دونوں جماعتوں کی مرکزی قیادت کو "متعلقہ طاقتوں" نے طلب کیا اور ان پر واضح کیا کہ ان کے درمیان مزید لڑائی اور اختلافات اب ناقابل برداشت ہیں"۔ اور پھر بدھ کی رات دونوں دھڑوں نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں اپنی جماعتوں کے انضمام کا اعلان کر دیا۔

درحقیقت پاکستان میں یہ عمل کوئی پہلی بار نہیں ہو رہا بلکہ بار بار ہو چکا ہے۔ اس سے پہلے 2007 میں سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے اقتدار میں آنے کے لیے اس وقت کے آمر جنرل پرویز مشرف کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا جس کی تفصیلات اس وقت کی امریکی سیکریٹری خارجہ کونڈالیزا رائس نے اپنی کتاب "No Higher Honor" میں درج کی ہیں۔ اور اس سے بھی پہلے 1990 کی دہائی میں ہونے والے تینوں انتخابات بھی اس بات کا ثبوت ہیں کہ حکمران اشرافیہ انتخابات سے پہلے ہی اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ عوام کے سامنے تمام چوائسس ان ہی کی مرضی کے مطابق ہوں۔

جمہوریت میں حکمران اشرافیہ عوام کی چوائس کو محدود کرنے کا کام اس لیے کرتی ہے کیونکہ اسمبلیوں میں آنے والے اور پھر سیاسی حکومت بنانے والے قانونی طور پر قوانین اور ملک کی پالیسیاں بنانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ لہٰذا انتخابات سے قبل ہی سیاسی جماعتوں کے درمیان ایک مقابلہ شروع ہو جاتا ہے اور وہ ایک دوسرے سے بڑھ کر حکمران اشرافیہ کو اس بات کی یقین دہانی کرا رہی ہوتی ہیں کہ وہ ان کی مرضی کے مطابق قوانین اور پالیسیاں بنائیں گی۔ اس کے برخلاف اسلام کے سیاسی نظام خلافت میں عوام اپنی رائے سے خلیفہ اور مجلس امت کا انتخاب کرتے ہیں لیکن ان دونوں کے پاس قوانین بنانے کا حق اور اختیار نہیں ہوتا بلکہ خلیفہ قرآن و سنت سے قوانین اور پالیسیاں اخذ کر کے نافذ کرنے اور مجلس امت اسلام کی بنیاد پر ان قوانین اور پالیسیوں کے نفاذ کی نگرانی اور جانچ پڑتال کرنے کی پابند ہوتی ہے۔ لہٰذا نظام خلافت میں چاہے حکمران اشرافیہ کی مرضی کا خلیفہ یا مجلس امت ہی کیوں نہ منتخب ہو کر آ جائیں

لیکن قانون سازی کا اختیار نہ ہونے کی وجہ سے حکمران اشرافیہ ان سے اپنی مرضی کے قوانین اور پالیسیاں نہیں بنوا سکتی کیونکہ خلیفہ صرف اور صرف قرآن وسنت سے قوانین اور پالیسیاں بنانے اور نافذ کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت میں حکمران اشرافیہ، کہ جس طرح سے آج کے جمہوری نظام میں موجود ہے، کا وجود نہیں ہوتا۔ تاریخی طور پر جب مسلمانوں کی اسلام کی فہم میں کمزوری کے باعث خلافت کا منصب چند خاندانوں تک محدود ہو گیا تو اس وقت بھی طاقت اور اقتدار خلیفہ ہی کے ہاتھ میں تھا نہ کہ اس کے خاندان یا کسی حکمران اشرافیہ کے ہاتھ میں۔ یوں خلیفہ اسلام کے نفاذ اور اس کے ذریعے لوگوں کے امور کی دیکھ بھال میں مکمل طور پر آزاد تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اموی دور میں عمر بن عبدالعزیز، عباسی دور میں ہارون الرشید اور عثمانی دور میں سلیمان القانونی مسلم تاریخ کے عظیم خلفاء کے طور پر مشہور ہیں جنہوں نے اپنی قوت اور اقتدار کو اسلام اور مسلمانوں کی مضبوطی کے لیے استعمال کیا۔ در حقیقت خلافت ہی ایک ایسا نظام ہے جو عوام کے حقوق کا ضامن ہے کیونکہ اس نظام میں عوام اپنے حقوق کی وصولی کے لیے کسی سیاسی پارٹی اور انتخابات میں اس کی کامیابی کے محتاج نہیں ہوتے۔ بلکہ عوام کے حقوق شریعتِ الٰہی نے متعین کر دیے ہیں اور خلیفہ پر شریعت کی پابندی اور اس کا نفاذ لازم ہے۔

جمہوریت سرمایہ داروں اور طاقتور اشرافیہ کا نظام ہے جس کی بہترین صورت میں حکمران اشرافیہ ریاست کے وسائل میں سے کچھ عوام پر صرف اس لیے خرچ کرنے کے لیے تیار ہوتی ہے کہ عوام اس کرپٹ اشرافیہ کے خلاف علم بغاوت نہ بلند کرے۔ اب وقت آچکا ہے کہ ہم خود کو اس دھوکے سے نکالیں کہ جمہوریت میں ہم اپنے مستقبل کا تعین خود کرتے ہیں۔ جمہوریت میں ہمارے مستقبل کا تعین حکمران اشرافیہ کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے عوام آج تک پاکستان میں اسلام کے نفاذ کا خواب ہی دیکھ رہے ہیں جبکہ اسلام سے وہ اپنا مستقبل 70 سال قبل ہی وابستہ کر چکے تھے جب قیام پاکستان کی جدوجہد کے دوران انہوں نے "پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ" کے نعرے بلند کیے تھے۔ صرف نظام خلافت میں ہی ہم اپنے مستقبل کا تعین کرنے میں حقیقت میں آزاد ہوں گے کیونکہ ہمارا منتخب خلیفہ اور مجلس امت ہم پر صرف اور صرف اسلام کو نفاذ کرنے کے پابند ہوں گے۔

اَلَا يَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ

"کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہو" (سورة الملک: 14)

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس